روزنامہ

ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FD-10

الفضل

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

ہفتہ 29 جنوری 2011ء 24 صفر 1432 ہجری 29 صلح 1390 ہش جلد 61-96 نمبر 25

قبولیت دعا کا شکرانہ

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کونسی چیز تمہیں اس بات سے روکتی ہے کہ جب اپنی دعا کے قبول ہونے کا پتہ چلے مثلاً بیماری سے شفا پاؤ یا سفر سے کامیاب مراجعت ہو تو یہ دعا پڑھو۔ **الحمد للّٰہ الذی بعزتہ و جلالہ تتم الصالحات**

ترجمہ : تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس کی عزت وجلال کے ساتھ تمام نیک کام پایہ تکمیل کو پہنچتے ہیں۔

(مستدرک حاکم جلد1صفحہ 730حدیث نمبر 1999)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

خدائے تعالیٰ نے اس سورۃ فاتحہ میں دعا کرنے کا ایسا طریقہ حسنہ بتلایا ہے جس سے خوب تر طریقہ پیدا ہونا ممکن نہیں اور جس میں وہ تمام امور جمع ہیں جو دعا میں دلی جوش پیدا کرنے کے لئے نہایت ضروری ہیں۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ قبولیت دعا کے لئے ضرور ہے کہ اس میں ایک جوش ہو کیونکہ جس دعا میں جوش نہ ہو وہ صرف لفظی بڑ بڑ ہے حقیقی دعا نہیں مگر یہ بھی ظاہر ہے کہ دعا میں جوش پیدا ہونا ہر یک وقت انسان کے اختیار میں نہیں بلکہ انسان کے لئے اشد ضرورت ہے کہ دعا کرنے کے وقت جو امور دلی جوش کے محرک ہیں وہ اس کے خیال میں حاضر ہوں اور یہ بات ہر یک عاقل پر روشن ہے کہ دلی جوش پیدا کرنے والی صرف دو ہی چیزیں ہیں ایک خدا کو کامل اور قادر اور جامع صفات کاملہ خیال کر کے اس کی رحمتوں اور کرموں کو ابتدا سے انتہا تک اپنے وجود اور بقا کے لئے ضروری دیکھنا اور تمام فیوض کا مبدء اسی کو خیال کرنا۔ دوسرے اپنے تئیں اور اپنے تمام ہم جنسوں کو عاجز اور مفلس اور خدا کی مدد کا محتاج یقین کرنا یہی دو امر ہیں جن سے دعاؤں میں جوش پیدا ہوتا ہے اور جو جوش دلانے کے لئے کامل ذریعہ ہیں وجہ یہ کہ انسان کی دعا میں تب ہی جوش پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ اپنے تئیں سراسر ضعیف اور ناتوان اور مدد الٰہی کا محتاج دیکھتا ہے اور خدا کی نسبت نہایت قوی اعتقاد سے یہ یقین رکھتا ہے کہ وہ بغایت درجہ کامل القدرت اور رب العالمین اور رحمان اور رحیم اور مالک امر مجازات ہے اور جو کچھ انسانی حاجتیں ہیں سب کا پورا کرنا اسی کے ہاتھ میں ہے سو سورۃ فاتحہ کے ابتدا میں جو اللہ تعالیٰ کی نسبت بیان فرمایا گیا ہے کہ وہی ایک ذات ہے کہ جو تمام محامد کاملہ سے متصف اور تمام خوبیوں کی جامع ہے اور وہی ایک ذات ہے جو تمام عالموں کی رب اور تمام رحمتوں کا چشمہ اور سب کو ان کے عملوں کا بدلہ دینے والی ہے پس ان صفات کے بیان کرنے سے اللہ تعالیٰ نے بخوبی ظاہر فرما دیا کہ سب قدرت اسی کے ہاتھ میں ہے اور ہر یک فیض اسی کی طرف سے ہے اور اپنی اس قدر عظمت بیان کی کہ دنیا اور آخرت کے کاموں کا قاضی الحاجات اور ہر یک چیز کا علت العلل اور ہر یک فیض کا مبدء اپنی ذات کو ٹھہرایا جس میں یہ بھی اشارہ فرما دیا ہے کہ اس کی ذات کے بغیر اور اس کی رحمت کے بدوں کسی زندہ کی زندگی اور آرام اور راحت ممکن نہیں۔

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد1 ص

نمایاں اعزاز

مکرم انتصار احمد ازکیٰ صاحب اسلام آباد لکھتے ہیں۔

میرے بھانجے مکرم عبدالاعتصام فاروق صاحب ابن مکرم محمد فاروق احمد صاحب راولپنڈی نے بحریہ یونیورسٹی اسلام آباد میں اپنی چار سالہ تعلیم (2005-2009) کے دوران 5 سمیسٹرز میں سکالرشپ حاصل کر کے مجموعی طور پر ٹاپ پوزیشن حاصل کی ہے اور امسال بیچلر آف الیکٹریکل انجینئرنگ (ٹیلی کام) میں ٹاپ پوزیشن حاصل کرنے پر اسے گولڈ میڈل سے نوازا گیا ہے۔ اسے یہ گولڈ میڈل چیف آف نیول سٹاف نعمان بشیر نے 10 جنوری 2011ء کو کنونشن سنٹر اسلام آباد میں منعقدہ ایک تقریب میں دیا جو بحریہ یونیورسٹی کا ساتواں کانووکیشن تھا۔ اللہ تعالیٰ انہیں یہ اعزاز مبارک کرے اور مزید کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔ (آمین)

واضح رہے کہ بحریہ یونیورسٹی اپنے طالبعلموں کو تین بڑے اعزازات سے نوازتی ہے۔

1) Summa cum Laude
2) Magna cum Laude
3) Cum Laude

عبدالاعتصام فاروق نے بحریہ یونیورسٹی کا دوسرا بڑا اعزاز Magna cum Laude حاصل کیا ہے جس پر انہیں گولڈ میڈل سے نوازا گیا ہے۔ اس سے قبل بھی موصوف کمپیوٹر ٹیکنالوجی میں ڈپلومہ آف ایسوسی ایٹ انجینئرنگ میں 3 سال تک مسلسل سویڈش انسٹیٹیوٹ آف ٹیکنالوجی میں ٹاپ پوزیشن حاصل کرتے رہے ہیں۔

احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں مزید کامیابیوں سے نوازے اور خادم دین بنائے۔ آمین

نظارت تعلیم

حصول علم کے ساتھ دعا ضروری ہے

اے اللہ مجھے ایسا علم سکھا جو مجھے نفع پہنچائے اور مجھے علم میں بڑھائے

غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے
اے میرے فلسفیو! زور دعا دیکھو تو

دعا کی فلاسفی حضرت مسیح موعود نے ہمارے لئے نہایت آسان الفاظ میں اس وقت بیان کی جب بعض لوگ دعا کے منکر ہو رہے تھے۔ اور سب کچھ قوت بازو کو ہی سمجھ رہے تھے۔ جبکہ قرآن کریم نے خود بہت سی دعائیں سکھائی ہیں۔ اور جا بجا اشارہ فرمایا ہے کہ ہر کام شروع کرتے وقت خدا کی مدد مانگا کرو۔ قرآن کریم نے نہایت واضح الفاظ میں ایک خوبصورت دعا آنحضورﷺ کو سکھلائی جب قرآن شریف جیسی عظیم الشان کتاب کا نزول ہو رہا تھا۔ اور حکماً فرمایا:۔

تو کہہ دے اے میرے رب میرے علم کو بڑھا۔ (طٰہٰ:115)

اس میں ساری قوم مخاطب ہے اور آپ جانتے ہیں کہ علم کی بڑھوتی کی کوئی انتہا مقرر نہیں کی گئی اور کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اب میں نے اتنا علم حاصل کر لیا ہے کہ اب اس کے آگے تمام راہیں ختم ہوگئی ہیں۔ جب سے دنیا بنی ہے آج تک خشخاش کے دانے کی تاثیر کا علم حاصل نہیں کر سکی۔ دوسری کائنات میں پائی جانے والی اشیاء کا کیا کہنا؟

علم کا حصول مہد سے لحد تک جاری رہتا ہے۔ یہی نبی کریمﷺ کا ارشاد ہے۔ تمام علوم کا منبع اور سرچشمہ اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ

کسی بھی چیز کا علم اللہ کی منشاء کے بغیر حاصل نہیں کر سکتے۔ ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰﷺ کے بارہ میں حضرت اسماء بنت عمیسؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے حضرت رسول اللہﷺ کو ثبیر پہاڑ کے دامن میں یہی دعا کرتے دیکھا آپ بارگاہ الٰہی میں عرض کر رہے تھے۔

''مولیٰ میں تجھ سے وہی دعا مانگتا ہوں جو میرے بھائی موسیٰ نے مانگی۔''

(تفسیر الدر المنثور السیوطی جلد 4 ص 295)

یعنی اے میرے رب میرا سینہ کھول دے اور جو مجھ پر فرض ڈالا گیا ہے اس کو پورا کرنا میرے لئے آسان کر دے اور اگر میری زبان میں کوئی گرہ ہو تو اسے بھی کھول دے (حتیٰ کہ) لوگ میری بات آسانی سے سمجھ سکیں۔

(طٰہٰ:26 تا 29)

آج بھی یہ دعا اسی طرح مؤثر ہے جس طرح پہلے تھی۔ ہمارے احمدی طلباء و طالبات امتحانات سے قبل اور انٹرویوز سے قبل اس دعا کو ورد زبان بنا سکتے ہیں۔ اور خدا کی مدد حاصل کر سکتے ہیں۔

نافع علم کی دعا

جہاں ہم کسی بھی قسم کا علم حاصل کرتے ہیں اگر وہ ہمارے لئے اور دوسروں کیلئے نافع نہیں تو پھر اس کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ نقصان ہے۔ اسی لئے ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰﷺ نے یہ دعا سکھائی ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ رسول کریمﷺ کی یہ دعا بیان کرتے ہیں:۔

''اے اللہ جو علم تو نے مجھے سکھایا ہے اس کے ذریعہ مجھے نفع پہنچا۔ اور مجھے ایسا علم سکھا جو مجھے نفع پہنچائے۔ اور مجھے علم میں بڑھا۔ تمام تعریفیں ہر حال میں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں میں آگ والوں کے حال سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں۔''

(ترمذی کتاب الدعوات)

حضرت مسیح موعود نے بھی ہماری توجہ اضافہ علم و معرفت کیلئے دعا ہی کی طرف پھیری۔ آپ یہ دعائیں کیا کرتے تھے۔

اے میرے رب مجھے اپنے وہ انوار دکھلا جو محیط کل ہیں۔ (تذکرہ: ص 632)

اے میرے رب مجھے وہ سکھلا جو تیرے نزدیک بہتر ہے۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ:103)

اے میرے رب مجھے اشیاء کے حقائق دکھلا۔

(تذکرہ ص:742)

توفیق فہم اور علم کی دعا

ترجمہ:''اور سوائے اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے کوئی توفیق اور طاقت نہیں۔ اے ہمارے رب ہمیں سیدھے راستے کی طرف ہدایت عطا فرما اور اپنے حضور سے ہمیں راستے کا فہم عطا فرما اور اپنے پاس سے ہمیں خاص علم سکھلا۔''

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 ص 8)

دعا کرتے وقت تھک نہ جائیں

دعا کی قبولیت کیلئے ضروری ہے کہ دعا مسلسل توجہ سے اور دل کی گہرائیوں سے کی جائے اور فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ دعا کی جائے تو مراد مل جائے گی۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

''میں اتنی دعا کرتا ہوں کہ دعا کرتے کرتے ضعف کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ اور بعض اوقات غشی اور ہلاکت تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔''

(ملفوظات جلد اول ص 200)

محنت ضروری ہے

علم کے حصول کیلئے بہت محنت کی ضرورت ہے۔ اس کے تمام تقاضے پورے کئے جائیں۔ اور پھر ساتھ دعا بھی کی جائے۔ تو یقیناً اس کے مثبت نتائج نکلیں گے۔

دعائیہ خطوط

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

''جو شخص چاہے کہ ہم اس سے پیار کریں اور ہماری دعائیں نیازمندی اور سوز سے اس کے حق میں آسمان پر جائیں۔ وہ ہمیں اس بات کا یقین دلا دے کہ وہ خادم دین ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

(ملفوظات: جلد اول ص 311)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے فرمایا۔

''میری کوئی نماز نہیں جس میں میں طلباء و طالبات کیلئے دعا نہیں کرتا۔''

پس آج ہی آپ جو کسی بھی کلاس میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ خلیفہ وقت کی دعائیں لینے کے لئے اپنے پیارے آقا کی خدمت میں اپنی تعلیم سے متعلق دعا کے حصول کیلئے خط لکھیں۔

خود بھی جیسا کہ اوپر لکھا ہے کہ دعائیں کریں اور خوب محنت کریں، نافع الناس بن کر قوم و ملک کی خدمت کریں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

مربی سنگاپور کی خدمات کو خراج تحسین

سنگاپور میں حضرت مولانا غلام حسین ایاز صاحب کی مخلصانہ خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے پاکستان کے مشہور صحافی اور قلمکار کیپٹن سید ضمیر احمد جعفری نے جون 1946ء میں جماعت احمدیہ کو ایک خط میں لکھا کہ

''میں حال ہی میں مشرق بعید سے آیا ہوں۔ ملایا جاوا وغیرہ میں آپ کے سلسلہ کی طرف سے مولوی غلام حسین صاحب ایاز .... کا کام کر رہے ہیں۔ اپنے منصب کو وہ انتہائی ایثار و خلوص اور خاصے سلیقہ کے ساتھ انجام دے رہے ہیں بلکہ جن دشواریوں اور نامساعد حالات میں سے وہ گزر رہے تھے۔ اگر اس پر غور کیا جائے تو ان کے استقلال، حوصلہ اور ہمت پر حیرت ہوتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ وہ اس کام کو ایک فریضۂ ایمانی سمجھ کر کر رہے ہیں۔ ضمناً میں یہاں ایک ذاتی تاثر کا ذکر کروں جس پر مجھے اب بے اختیار ہنسی آتی ہے۔ بیرون ملک جانے سے پیشتر احمدیت کے متعلق کوئی خیال آتے ہی میں اکثر سوچا کرتا تھا کہ ان کے مربیان کے لئے تو مزے ہی مزے ہیں۔ دیس دیس کی سیر اور فارغ البالی کی زندگی۔ آدمی کو یہ دو چیزیں مل جائیں تو اور کیا چاہئے۔ مگر ملایا میں مولوی غلام حسین ایاز کو دیکھ کر میری اس خوش فہمی کو سخت دھکا لگا ہے۔ میں نے دیکھا کہ یہ لوگ خاص محنت و مشقت کی زندگی گزار رہے تھے۔ اتنی مشقت اگر وہ اپنے وطن میں کریں تو کہیں بہتر گزر بسر کر سکتے ہیں۔

محترم مولانا ایاز صاحب کے ساتھ جن ابتدائی مربیان سلسلہ نے خدمت کی ان میں مولوی عنایت اللہ صاحب جالندھری 18/اپریل 1936ء کو سنگاپور کے لئے روانہ ہوئے۔ ان کے ساتھ سید شاہ محمد صاحب بھی آئے جو چند ماہ تک سنگاپور میں خدمت کے بعد انڈونیشیا بھجوا دئے گئے۔ (آپ ایک لمبے عرصہ تک انڈونیشیا کے رئیس دعوت الی اللہ رہے) تیسرے مربی مولوی امام الدین صاحب تھے جو 18 جون 1946ء کو قادیان سے روانہ ہو کر 6 جولائی کو سنگاپور پہنچے۔ سفر میں مشکلات کی وجہ سے آپ ایک بحری جہاز میں بطور دھوبی ملازم ہو کر سنگاپور پہنچے ان کے علاوہ میاں عبدالحئی صاحب اور مولوی محمد سعید صاحب انصاری کو بھی مولانا ایاز صاحب کے ساتھ خدمت کا موقع ملا۔

1940ء میں ایاز صاحب مرحوم کی انتھک مخلصانہ کوششوں کے نتیجہ میں ملایا میں پندرہ احمدیوں پر مشتمل جماعت قائم ہوگئی تھی۔

یکم ستمبر 1939ء کو دوسری جنگ عظیم چھڑ گئی۔ جاپان نے دو تین ماہ کے اندر سنگاپور سمیت بحرالکاہل کے بہت سے جزیروں پر قبضہ کر لیا۔ یہ ایام مولانا ایاز صاحب کے لئے انتہائی صبر آزما تھے۔ آپ ان دنوں بڑی رقت اور گداز سے دعائیں کرتے اور اکثر بذریعہ کشف اور الہام دعا کی قبولیت کے متعلق بشارات آپ کو مل جاتی تھیں۔

تہجد میں رو رو کر دعائیں کرنا آپ کا معمول تھا۔ ایک دفعہ انڈونیشیا سے ایک مہمان اپنے بچے کے ساتھ رات کو بیت الذکر میں سویا ہوا تھا۔ صبح اٹھ کر بچے نے اپنے باپ سے پوچھا کیا مولوی صاحب کے دانت میں درد ہے؟ رات یہ بہت روتے رہے ہیں۔

مکرم ڈاکٹر محمد جلال شمس صاحب

مکرم ڈاکٹر عبدالرحمٰن صدیقی صاحب اور

مکرم ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی صاحب کا ذکر خیر

ہماری رہائش محمد آباد سٹیٹ (سندھ) میں تھی۔ میں اس وقت پرائمری سکول کا طالبعلم تھا۔ سٹیٹ کے منتظمین کو متعدد بار ''صدیقی صاحب'' کا ذکر کرتے سنا۔ سٹیٹ کا کوئی کام ہو، کسی بڑے سرکاری افسر سے ملنا ہو یا کوئی اور مسئلہ ہو سٹیٹ کے ذمہ دار لوگ مکرم صدیقی صاحب کا نام لیتے اور ان سے مدد لے کر اس مسئلہ کو حل کرنے کی باتیں ہوتیں۔ سٹیٹ میں کوئی مرد یا عورت زیادہ گہرے مریض ہوتے تب بھی مکرم ڈاکٹر صدیقی صاحب کا تذکرہ ہوتا۔ مَیں نے ان کو دیکھا تو نہیں تھا لیکن میرے ذہن میں یہ تأثر ضرور تھا کہ صدیقی صاحب کوئی بڑی شخصیت ہیں۔ بعد میں جب مَیں نے ان کو دیکھا تو ان کو اپنی سوچ سے کہیں بڑھ کر پایا۔

مکرم ڈاکٹر عبدالرحمٰن صدیقی صاحب حیدرآباد ڈویژن کے امیر تھے۔ وہ امراض سینہ وقلب کے ماہر تھے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ اور خلافت کے شیدائی تھے۔ میرپورخاص سندھ میں ان کی رہائش تھی اور وہیں ان کا کلینک تھا۔ صبح سے شام تک مریضوں کا تانتا بندھا رہتا۔ بعض اوقات ڈاکٹر صاحب لمبے عرصہ کے لئے جلسہ سالانہ، اجتماعات یا جماعتی شوریٰ میں شرکت کی غرض سے ربوہ چلے جاتے تو ان دنوں میں ان کا کلینک خاموشی کی چادر اوڑھ لیتا لیکن جونہی ڈاکٹر صاحب کی واپسی ہوتی دوبارہ مریضوں کی بھیڑ لگ جاتی۔ دیکھنے والا حیران ہو کر سوچتا کہ ان مریضوں کو ڈاکٹر صاحب کی واپس آمد کا پتہ کیسے لگا ہے؟ میرپورخاص میں سرکاری ہسپتال موجود ہے اس کے باوجود مریض ڈاکٹر عبدالرحمٰن صدیقی صاحب سے علاج کروانے کے خواہشمند ہوتے۔ تمام بڑے بڑے سرکاری افسران ڈاکٹر صاحب کے کلینک سے مفت علاج کرواتے۔ پورے علاقہ میں ڈاکٹر صاحب کی بے انتہا عزت تھی۔ ڈاکٹر صاحب غریبوں کے ہمدرد اور بے سہارا لوگوں کا سہارا تھے۔ غریبوں کا علاج مفت کرتے اور ہر طرح ان کا خیال رکھتے۔

ڈاکٹر صاحب پارٹیشن کے بعد حضرت مصلح موعود کے ارشاد پر میرپورخاص میں آباد ہوئے اور خدمت انسانیت کے جذبہ کے تحت ''فضل عمر کلینک'' بنا کر مخلوق خدا کی خدمت میں مصروف عمل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ڈاکٹر صاحب کے ہاتھ میں شفا رکھی تھی۔ کلینک میں لیبارٹری، ایکسرے اور فارمیسی کی سہولت بھی موجود تھی۔ ضرورت پڑنے پر مریض کے لئے خون کا انتظام بھی موجود تھا۔ ان وجوہات کی بنا پر ڈاکٹر صاحب کے پاس مریضوں کا تانتا بندھا رہتا۔ نہ صرف میرپورخاص شہر میں بلکہ اس پورے علاقہ میں ڈاکٹر صاحب کی بے حد عزت تھی۔

بڑے بڑے سندھی وڈیرے اور رئیس ڈاکٹر صاحب کے پاس علاج کے لئے آتے اور آپ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ پاکستان کے سابق وزیراعظم محمد خان جونیجو صاحب کی والدہ صاحبہ نے تو ڈاکٹر عبدالرحمٰن صدیقی صاحب کو اپنا منہ بولا بیٹا بنایا ہوا تھا۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب بسا اوقات شام کے وقت جونیجو صاحب کی گوٹھ (گاؤں) ''سندھڑی'' جاتے اور رات کو بہت دیر کے بعد واپس آتے۔ آپ کی کوٹھی سلسلہ کے بزرگان اور خدام دین کی آماجگاہ تھے۔ خاندان حضرت اقدس مسیح موعود کے افراد بھی تشریف لاتے اور ڈاکٹر صاحب کے گھر کو برکتیں بخشتے۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب تشریف لائے اور ڈاکٹر صاحب کی کوٹھی میں رونق افروز ہوئے اس موقع پر عاجز کو بھی حضرت صاحبزادہ صاحب کی صحبت صالحہ سے استفادہ کرنے کا موقع ملا۔

خاکسار بطور مربی حیدرآباد میں متعین تھا۔ جماعتی ضروریات کیلئے بسا اوقات میرپورخاص جانا ہوتا۔ میں عمر کے لحاظ سے مکرم ڈاکٹر عبدالرحمٰن صدیقی صاحب کے بچوں جیسا تھا لیکن ڈاکٹر صاحب مربی ہونے کی وجہ سے عاجز کا بے حد احترام کرتے۔ اس دور میں میرپورخاص میں ''ماموں جی کا ہوٹل'' خاصا مشہور تھا۔ مکرم مولانا محمد دین صاحب مرحوم ان ایام میں میرپورخاص میں مربی تھے۔ مکرم ڈاکٹر صدیقی صاحب مرحوم ہم دونوں کو ''ماموں جی کے ہوٹل'' لے جاتے اور ہمارے ساتھ مل کر کھانا کھاتے اور اس طرح خاکسار کی عزت افزائی کرتے۔

اس زمانہ میں سندھ میں ملیریا بخار بہت عام تھا۔ میری چھوٹی ہمشیرہ عزیزہ زکیہ فردوس بیمار ہوگئی۔ اس کا بخار اتر ہی نہیں رہا تھا۔ ہم اسے ڈاکٹر صاحب کے کلینک لے گئے۔ آپ نے معائنہ کرنے کے بعد ایکسرے کروانے کی ہدایت دی۔ ہم نے ڈاکٹر صاحب کے کلینک میں ہی بچی کا ایکسرے کروایا۔ ڈاکٹر صاحب نے ایکسرے کا معائنہ کیا اور کچھ سوچ کر فرمایا کہ دوبارہ ایکسرے کروائیں چنانچہ ایک دفعہ پھر بچی کا ایکسرے کروایا گیا۔ ڈاکٹر صاحب نے دوبارہ ایکسرے کو غور سے دیکھا اور فرمایا الحمدللہ کوئی خطرے کی بات نہیں۔ عاجز کے استفسار پر فرمانے لگے کہ پہلی دفعہ ایکسرے دیکھ کر مجھے کچھ شک سا ہوا تھا۔ مَیں نے سوچا بچی چھوٹی ہے۔ کہیں میری غفلت سے بچی کی آئندہ زندگی خطرے میں نہ پڑ جائے۔ اس لئے دوبارہ ایکسرے کروانا چاہئے۔ اب دوسرا ایکسرے دیکھ کر مجھے یقین ہوگیا کہ خطرے کی کوئی بات نہیں۔ معمولی ملیریا بخار ہے انشاء اللہ ٹھیک ہو جائے گا۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے کلینک کے میڈیکل سٹور سے دوائی لے کر دی اور ہم سے اس سارے عمل کی کوئی قیمت وصول نہیں کی۔

ایک دفعہ ڈاکٹر صدیقی صاحب اپنی کار میں کہیں جا رہے تھے۔ خاکسار اور مکرم مولانا محمد دین صاحب مربی سلسلہ بھی ان کے ہمراہ تھے۔ راستہ میں کار میں کوئی خرابی واقع ہوگئی۔ ڈاکٹر صاحب گاڑی سے باہر نکل آئے۔ کچھ ہی دیر کے بعد ایک سندھی وڈیرے کا وہاں سے گزر ہوا۔ انہوں نے فوراً اپنی جیپ کھڑی کی اور ڈاکٹر صاحب کے پاس آ کر پوچھا کہ آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں۔ جب ان کو پتہ لگا کہ ڈاکٹر صاحب کی کار خراب ہوگئی ہے تو بڑی لجاجت سے کہنے لگا ڈاکٹر صاحب! میری جیپ حاضر ہے۔ آپ میری جیپ لے لیں اور جتنے دن چاہیں اپنے پاس رکھیں۔ ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا کہ میری دوسری گاڑی آ رہی ہے فکر کی کوئی بات نہیں اس واقعہ سے بھی پتہ لگتا ہے کہ محترم ڈاکٹر عبدالرحمٰن صدیقی صاحب مرحوم کی اس علاقہ میں کس قدر عزت تھی۔

ڈاکٹر صدیقی صاحب کو دل کی تکلیف تھی۔ آپ کے پاس ایک فولڈنگ چیئر تھی جو واکنگ سٹک کے طور پر بھی کام کرتی تھی۔ ایک دفعہ آپ جلسہ سالانہ پر جا رہے تھے راستہ میں آپ احمدی احباب سے ملنے ان کے سپیشل کمپارٹمنٹ میں تشریف لے گئے۔ چلتے ہوئے تھوڑی دیر کے بعد آپ فولڈنگ چیئر کو بچھا کر اس پر بیٹھ کر آرام کرتے اور کچھ دیر کے بعد دوبارہ چلنے لگتے۔ ریل کے ڈرائیور اور گارڈ کو بتا دیا گیا تھا۔ جب تک ڈاکٹر صاحب احمدی احباب سے مل کر واپس اپنی سیٹ پر نہیں پہنچ گئے ریل کے منتظمین نے ڈاکٹر صاحب کے احترام میں گاڑی کو روکے رکھا۔

ڈاکٹر صاحب کے دل میں خلیفۂ وقت کے لئے بے حد احترام تھا۔ حضور بھی ڈاکٹر صاحب سے بہت پیار کرتے تھے۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر حضور اقدس ڈاکٹر صاحب کے لئے ربوہ سٹیشن پر گاڑی بھجوا دیتے اجتماعی ملاقات کے موقع پر بھی آپ حضور اقدس کے قریب ہوتے۔ ایک دفعہ ایک ملکی انتخاب کے بعد جلسہ سالانہ کے موقع پر اجتماعی ملاقات میں حضور نے ڈاکٹر صاحب کے کام کی تعریف فرمائی۔ ڈاکٹر صاحب نے عرض کیا کہ حضور یہ تو محض حضور کی دعاؤں کے طفیل سب کچھ ہو رہا ہے۔ میری کوشش کا تو اس میں کوئی دخل نہیں۔

ڈاکٹر عبدالرحمٰن صدیقی صاحب کا بیٹا عبدالمنان صدیقی چھوٹا سا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ کسی نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب کا بیٹا بھی انشاء اللہ ایک دن ڈاکٹر بنے گا۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ فی الحال تو وہ چھوٹی چھوٹی مشینوں اور کھلونوں وغیرہ کی جوڑ توڑ میں مصروف رہتا ہے۔ اس سے تو لگتا ہے کہ اس کا رجحان انجینئرنگ کی طرف ہے۔ بعد میں آپ کا بیٹا بھی ڈاکٹر بنا۔ یہ سب والدین کی توجہ اور دعاؤں کا نتیجہ تھا۔ عبدالمنان کو اس کے والدین پیار سے ''منّو'' کہتے تھے۔ منّو، مکرم ڈاکٹر عبدالرحمٰن صدیقی صاحب کا بیٹا اور حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب کا نواسہ تھا۔ بچپن سے ہی اس کی تربیت اچھے ماحول میں ہوئی تھی۔ ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی، غریبوں کا ہمدرد، یتیموں اور بیواؤں کا سہارا اور خلافت احمدیہ کا فدائی تھا۔ پاکستان سے میڈیکل کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد امریکہ سے خصوصی تعلیم حاصل کی۔ کچھ عرصہ امریکہ کے ایک ہسپتال میں کام کیا۔ پھر اپنے والد صاحب کی خواہش پر واپس پاکستان پہنچ کر اپنے والد صاحب کے کلینک میں کام شروع کیا۔ ڈاکٹر عبدالرحمٰن صدیقی صاحب نے کلینک کی تمام ذمہ داریاں اپنے بیٹے کے سپرد کر دیں۔

ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی نے اپنے بزرگ والد کی قائم کردہ حسین روایات کو زندہ رکھا۔ آپ غریبوں، یتیموں اور بیواؤں کا سہارا تھے۔ اپنے والد بزرگوار کی نیک روایت پر عمل کرتے ہوئے غریبوں کا مفت علاج کرنے کے علاوہ ان کی مالی مدد بھی کرتے۔ سندھی وڈیروں کے ساتھ بھی ان کے گہرے تعلقات تھے۔ ڈاکٹر صاحب سندھی رئیسوں کو دعوت الی اللہ کرتے اور انہیں ربوہ لے کر جاتے۔ مجھے ایک بار ڈاکٹر صاحب کے پاس جانے کا موقع ملا جس کی حسین یادیں اب تک دل میں تازہ ہیں۔ ڈاکٹر صاحب مجھے ساتھ لے کر مِٹھّی کے دورہ پر روانہ ہوئے۔ مِٹھّی میں جماعت کا ایک کلینک ہے جس کے عین سامنے سڑک پر ایک گیٹ بنا ہوا ہے جس پر کلمہ طیبہ بہت بڑے حروف میں لکھا ہوا ہے۔ جب ہم وہاں پہنچے تو ڈاکٹر صاحب نے مجھے کہا کہ دیکھئے ہم پر کلمہ طیبہ کی پابندی عائد ہے۔ مولا کریم نے ہمارے ہسپتال کے لئے کلمہ طیبہ کا انتظام فرما دیا ہے۔

ڈاکٹر صاحب خود تو مریضوں کے معائنہ میں مشغول ہوگئے اور ڈرائیور کو کہا کہ مجھے مِٹھّی کی سیر کرائے۔ چنانچہ خاکسار نے ریت کے بڑے بڑے ٹیلوں کے علاوہ مِٹھّی شہر کی بھی سیر کی اور

احمدیہ مشن ہاؤس بھی دیکھا۔ نیز وہاں پر متعین مربی صاحب سے ملاقات بھی کی۔ مربی صاحب نے یہ ایمان افروز بات بیان کی کہ مٹھی کے ریتلے علاقہ میں جہاں سالہاسال ایک قطرہ بارش نہیں ہوتی وہاں ایک بار اتنی بارش ہوئی کہ سارا شہر ڈوب گیا اور پاکستان آرمی کے جوانوں نے فوجی کشتیوں کے ذریعہ لوگوں کو نکال کر محفوظ مقام تک پہنچایا۔

ڈاکٹر عبدالرحمٰن صدیقی نے مٹھی کے بعد بعض اور مقامات پر بھی میڈیکل کیمپ لگا کر غریب مریضوں کا علاج کیا۔ نہ صرف یہ بلکہ ایک بکرا صدقہ بھی کیا۔ جمعہ کی نماز محمد آباد سٹیٹ میں ادا کی اور شام کو محمود آباد سٹیٹ میں (بحیثیت امیر ضلع) صدران ضلع کی میٹنگ میں بھی شرکت کی اور رات کو دیر سے واپس اپنے گھر پہنچے۔

عزیزم ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی صاحب نے بچپن میں میرے چھوٹے بھائی عزیزم نصیر احمد انجم کے ساتھ بھائی بننے کا عہد کیا اور پھر تادم واپسی اس پر قائم رہے۔ اسی تعلق کی وجہ سے ڈاکٹر صاحب مرحوم اس عاجز کا بے حد احترام کرتے تھے۔ اور مجھے اپنا بڑا بھائی سمجھتے تھے۔ جن دنوں خاکسار کو ترکی میں اسیر راہ مولا بننے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ان ایام میں ڈاکٹر صاحب مرحوم عزیزم نصیر احمد کو فون کر کے عاجز کے بارہ میں پوچھتے رہے۔ جس روز عاجز کراچی ائر پورٹ پر اترا ڈاکٹر صاحب سات آٹھ احباب کے ساتھ اس عاجز کے استقبال کے لئے وہاں موجود تھے۔ واپسی پر خود مجھے ائر پورٹ پر الوداع کرنے کے لئے تشریف لائے اور مجھے شلوار قمیص کا اتنا قیمتی جوڑا تحفہ کے طور پر دیا جس کی قیمت عام جوڑے سے تین گنا زیادہ تھی۔ جتنے روز میں میر پور خاص میں مقیم رہا ڈاکٹر صاحب نے اپنی کوٹھی میں میری رہائش کا انتظام کیا اور اپنی کار ہمہ وقت خاکسار کے لئے وقف کر دی۔ علاوہ ازیں میرے اعزاز میں ایک ضیافت کا اہتمام بھی کیا جس میں شہر کے بڑے افسران اور معززین کو بھی مدعو کیا۔ ایک روز خود مجھے ساتھ لے جا کر شہر کی سیر بھی کروائی اور معززین شہر سے میری ملاقات بھی کروائی جن میں سرکاری و نیم سرکاری اداروں کے افسران کے علاوہ نیشنل اسمبلی کے ممبر بھی شامل تھے۔

عزیزم ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی صاحب نے اپنے والد بزرگوار کے قائم کردہ کلینک کو بہت وسعت دی۔ اس کو مزید وسیع کر کے اس میں نئے وارڈز کا اضافہ کیا۔ نہ صرف یہ بلکہ آؤٹ ڈور مریضوں کے علاوہ ان ڈور مریضوں کے لئے چالیس بیڈ مہیا کر کے کلینک کو ہسپتال میں تبدیل کر دیا۔ ڈاکٹر صاحب اس کو دو صد بیڈز پر مشتمل ہسپتال بنانا چاہتے تھے کہ آپ کے سر پر شہادت کا تاج رکھ دیا گیا اور آپ خدا کو پیارے ہو گئے۔ آپ کی شہادت سے پہلے آپ کو قتل کرنے کی دھمکیاں دی گئیں اور گمنام فون آتے رہے لیکن اس بہادر شہزادے نے ایک ذرہ بھی پرواہ نہیں کی۔ آپ فی الواقع انسانیت کے ہمدرد، غریبوں اور بیوگان کا سہارا تھے۔ آپ اپنے ایک ملازم کے بیٹے کی اعلیٰ تعلیم کے اخراجات اپنی جیب سے ادا کر رہے تھے جو اس ملازم کی ماہوار تنخواہ سے کہیں زیادہ تھے۔ ہر عید کے موقع پر احمدی بچوں اور بچیوں میں عیدی کے طور پر نقد رقم تقسیم کرتے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی ہجرت کے بعد قریباً ہر سال جلسہ سالانہ انگلستان میں شرکت کی۔ صرف اس لئے جلسہ گاہ میں رہائش رکھتے کہ حضور اقدس کی اقتداء میں نمازوں کی ادائیگی کر سکیں۔ نیز تہجد کی ادائیگی کی توفیق بھی مل سکے۔

عزیزم ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی صاحب کی شہادت پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جو خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اس کو سن کر ایک دوست کہنے لگے کہ اگر مجھے علم ہو کہ میری وفات پر حضور انور اسی طرح خطبہ ارشاد فرمائیں گے تو میں بخوشی موت کی تمنا کروں۔

اللہ تعالیٰ صدیقی صاحبان اور ان کے وفات شدہ بزرگان اور اعزاء کے درجات بلند فرمائے اور ان کے پسماندگان بالخصوص ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی شہید کی اہلیہ اور بچوں کا ہمیشہ حافظ و ناصر ہو۔ آمین

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

مکرم ماجد منظور طاہر صاحب

چوہدری حفیظ الدین خان ایڈووکیٹ المعروف بھائی لالی

آج جب میں یہ سطور لکھ رہا ہوں۔ بھائی جان لالی کو ہم سے جدا ہوئے ایک سال ہو چکا ہے۔ یعنی 9/اپریل 2009ء کو آپ کی وفات ساہیوال میں ہوئی۔

آپ کا اصل نام چوہدری حفیظ الدین خان ایڈووکیٹ تھا۔ لیکن خاندان کے خورد و کلاں میں "لالی" کے پیارے نام سے پہچانے جاتے تھے۔

آپ ستمبر 1940ء میں پیدا ہوئے آپ کے والد محترم چوہدری نورالدین جہانگیر صاحب ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر ساہیوال کے عہدے پر متعین تھے۔ آپ کی والدہ محترمہ صفیہ بیگم صاحبہ خاکسار کی سب سے بڑی پھوپھی تھیں اور حضرت حافظ نبی بخش صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کے از 313 ساکن فیض اللہ چک کی نواسی تھیں۔

چوہدری حفیظ الدین صاحب کی شادی 1965ء میں حضرت شیخ مبارک احمد صاحب مربی سلسلہ بلاد افریقہ و عربیہ و امریکہ کی صاحبزادی سے ہوئی۔

چوہدری صاحب ایک ہمہ صفت و ہمہ جہت شخصیت تھے آپ ایک لمبا عرصہ نائب امیر ضلع اور تادم آخر سیکرٹری امور عامہ ساہیوال کی حیثیت سے خدمات بجا لاتے رہے۔ آپ 1984ء میں ساہیوال بیت الحمد مقدمہ میں نامزد رہے اور کئی ماہ تک اسیر راہ مولا کی حیثیت سے ملتان جیل رہنے کا شرف حاصل کر چکے تھے۔ اس پُر آشوب دور میں جب ابھی بر سر روزگار نہ تھے اور آمدن کا ذریعہ بھی نہ تھا محض اللہ تعالیٰ کی خاطر بڑے حوصلے اور خندہ پیشانی اور صبر کے ساتھ یہ تکلیف دہ وقت گزارا اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو باعزت بری کرنے کے سامان پیدا فرمائے۔

آپ کی شخصیت اپنے بلند و بالا قد اور سرخ و سفید رنگ کی وجہ سے متاثر کن تھی۔ دنیاوی افسران اور سیاسی اکابرین سے ان کے وسیع تعلقات تھے۔ ان تعلقات کو جماعتی مفاد میں استعمال کرنے سے کبھی بھی نہ ہچکچاتے تھے۔ طبیعت میں بذلہ سنجی اور شگفتگی کا وصف نمایاں تھا۔ ان کو سینکڑوں لطائف یاد تھے جن کو وہ گفتگو کے دوران مناسبت سے جڑ دیتے تھے۔ تقریر کا خاص ملکہ حاصل تھا۔ تقریر میں بذلہ سنجی کی بدولت حاضرین کو بور ہونے سے بچاتے تھے۔ خاکسار کی ہمیشہ یہ کوشش ہوتی تھی کہ جماعتی جلسوں میں ان کی تقریر ضرور شامل کی جائے۔ مربی صاحب کی غیر موجودگی میں بھی خاکسار ان کو خطبہ جمعہ دینے کی درخواست کرتا تھا۔ مطالعہ کا از حد شوق تھا۔ ان کی ذاتی لائبریری میں ہمہ اقسام کی کتب موجود ہیں۔ باوجود بصارت کی کمی اور اطباء کے منع کرنے کے آخر وقت تک محدب عدسے کی مدد سے مطالعہ جاری رکھا۔ دوران اسیری وقت ضائع نہ کیا بلکہ عبادات اور مطالعہ کرتے رہے۔

شعر و شاعری سے بھی شغف تھا گو کہ شعر نہ کہتے تھے لیکن اچھے شعر کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتے۔ خاکسار کے والد مکرم میجر منظور احمد صاحب سے باوجود ماموں بھانجے کے رشتے اور عمر میں تفاوت کے ایک خاص دوستی اور بے تکلفی کا رشتہ تھا۔ جب بھی کوئی اچھا شعر نظر سے گزرتا تو فون کر کے ضرور سناتے۔ ہومیو پیتھی کے علم میں کافی مہارت تھی اس سلسلے میں نافع الناس تھے۔ ان کی وفات کے بعد ایک پولیو زدہ نوجوان سے خاکسار کی ملاقات ہوئی جس نے بتایا کہ چوہدری حفیظ الدین صاحب کی تجویز کردہ ادویات سے اس کو فائدہ ہوا۔ بطور عقیدت اس نے ان کی تصویر اپنے موبائل فون میں محفوظ کر رکھی تھی۔

خلافت سے والہانہ لگاؤ تھا اور جماعتی روایات کی پاسداری کرنا اپنا فرض اولین سمجھتے تھے۔ خاکسار کی عمر ان کی عمر میں اتنا فرق تھا کہ انہوں نے خاکسار کو بچپن میں گود کھلایا تھا مگر جب خاکسار نے صدر جماعت احمدیہ ساہیوال کی حیثیت سے ذمہ داری سنبھالی تو ان کا میرے ساتھ انداز تخاطب بدل گیا اور خاکسار کو "آپ، جناب" کہہ کر پکارنے لگے جس میں مجھے شرم محسوس ہوتی تھی۔ ایک دفعہ خاکسار نے اس کا اظہار کیا تو کہنے لگے کہ آپ کا عہدہ اس بات کا متقاضی ہے کہ میں آپ کا ادب کروں۔

آپ اپنے خاندان اور بھائیوں کے لئے شجر سایہ دار کی طرح تھے۔ جس کی چھاؤں تلے سب پناہ لئے ہوئے تھے۔ آپ کی بدولت تمام بھائیوں میں اتفاق و اتحاد قائم تھا۔ خاکسار کی جب شادی ہوئی تو مجھے یہ نصیحت کی کہ بعض بیویاں بھائیوں کے تعلقات میں دراڑیں پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ اس بات کا خاص خیال رکھنا اور ہمیشہ اتفاق سے رہنا۔

عمدہ کھانا پکانے اور کھانے کا شوق رکھتے تھے۔ دوسروں کو بھی کھلا کر خوش ہوتے تھے۔ ایک دفعہ خاکسار کو فون پر انہوں نے کہا کہ تمہارے لئے میرے پاس مور کا چوزہ فریز کیا ہوا ہے وہ آ کر لے جاؤ۔

اپنے ہاتھ سے کام کرنے کو ترجیح دیتے تھے۔ باوجود ملازمین کی موجودگی کے باغبانی کرتے اور گاڑی خود دھوتے غرضیکہ ان کی شخصیت میں اتنی صفات تھیں کہ سب کا احاطہ کرنا ممکن نہ ہے۔ آپ کے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ 2 بیٹے اور دو بیٹیاں تمام شادی شدہ ہیں۔ عزیزم احمد طارق بڑے صاحبزادے ساہیوال میں بنک آف پنجاب میں ملازم ہیں جبکہ چھوٹے صاحبزادے عزیزم انور لقمان لاہور میں کمپیوٹر کا کاروبار کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ محترم چوہدری حفیظ الدین صاحب کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

مکرمہ بشریٰ سعید صاحبہ

سانحہ لاہور میں جان کا نذرانہ پیش کرنے والے

میرے بھائی جان مکرم محمود احمد شاد صاحب کا ذکر خیر

میرے پیارے بھائی جان مکرم محمود احمد شاد صاحب مربی سلسلہ جمعہ کے دن غسل کر کے نیا سفید جوڑا اور نیا سفید رومال لے کر گھر سے دو نفل ادا کر کے جمعہ کی نماز اور امامت کے لئے بیت النور ماڈل ٹاؤن لاہور میں موجود خدا کے گھر میں حاضر ہوئے۔ ابھی خطبہ شروع ہی کیا تھا کہ چند منٹ کے بعد فائرنگ کی آواز آئی۔ لیکن بھائی جان نے خطبہ جاری رکھا۔ جب دہشت گرد اندر آئے اور اندھا دھند فائرنگ شروع کر دی تو بھائی جان مسلسل دعاؤں کی تلقین کرتے رہے اور درود شریف کا ورد کرتے رہے اور احباب کو تلقین کرتے رہے کہ احباب لیٹ جائیں اور خود اپنی جگہ پر کھڑے رہے اور بڑی استقامت اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا اور خدا کی توحید کا نعرہ بلند کرتے ہوئے بڑی بہادری سے جام شہادت نوش کیا۔ اللہ تعالیٰ اس قربانی کو قبول فرمائے۔ آمین

ہمارے پورے خاندان میں سے صرف والد محترم چوہدری غلام احمد صاحب اور دادا چوہدری فضل داد صاحب کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ ابا جان شروع میں مخالف تھے لیکن کتاب تبلیغ ہدایت پڑھنے کے بعد فوراً بیعت کے لئے تیار ہوگئے اور چھوٹی عمر میں ہی بیعت کی سعادت حاصل کی۔ ابا جان بہت متقی، نیک اور دعا گو انسان تھے۔ سلسلہ کے فدائی تھے اور خلافت احمدیہ سے والہانہ عشق رکھتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں بڑی باقاعدگی سے خط لکھتے تھے۔ آخری عمر میں ابا جان کو بہت کمزوری رہتی تھی۔ ان ایام میں بیٹھ کر خط نہیں لکھ سکتے تھے۔ ایک دن لیٹے لیٹے کاغذ کے اوپر حضور کا نام اور السلام علیکم لکھ کر ارسال کر دیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کو یہ ادا بہت پسند آئی اور خط کا بڑا پیارا جواب دیا۔

ابا جان کو اپنے بچوں کی تربیت کی بہت فکر تھی اور بہت دعائیں بھی کرتے تھے۔ اس مقصد کے لئے ابا جان نے اپنی سب زمینیں اور جائیداد چھوڑ کر ہمیں یہاں ربوہ میں آباد کیا۔ بھائی جان کو بھی پیدائش سے پہلے ہی وقف کر دیا تھا۔ بھائی جان کی ذاتی خواہش تھی کہ وہ ڈاکٹر بنیں لیکن ابا جان نے کہا کہ میں نے اور تو کوئی جائیداد بنائی نہیں ہاں یہ سلسلہ کی کتب ہیں جو آپ کے لئے خزانہ ہے۔ میری خواہش ہے کہ آپ جامعہ احمدیہ میں داخلہ لیں۔ چنانچہ بھائی جان نے اپنی خواہش کو پس پشت ڈال کر سر تسلیم خم کرتے ہوئے والد صاحب کی خواہش کا احترام کیا اور جامعہ احمدیہ میں داخل ہو کر زندگی وقف کر دی۔ بھائی جان نے اپنے والد صاحب کی اس خواہش کو کیا خوب نبھایا خدا کی راہ میں وقف تو تھے ہی خدا کی راہ میں قربان بھی ہو گئے۔ الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ نے میرے ابا جان کی ساری مرادیں پوری کر دیں کیسا قابل رشک انجام ہوا ہے ہمارے بھائی جان کا۔ ہمیں اپنے بھائی پر بہت فخر ہے۔

ہمارے گھر کا ماحول بہت دینی تھا اور ابا جان اور بھائی جان مذہبی گفتگو کرتے رہتے تھے۔ اکثر رات کے کھانے کے وقت بھائی جان ابا جان کے پاس بیٹھتے تھے اور سلسلہ کی باتیں کرتے تھے۔ دونوں ہی سلسلہ کے اور خلافت کے شیدائی تھے۔ ہمارے گھر میں اکثر حضور کے خطبات لگتے تھے۔ سارا دن نظم اور تلاوت کی کیسٹیں لگی رہتی تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی جب ہجرت ہوئی تو بھائی جان ہر خطبے کی نئی کیسٹ لاتے اور پھر خطبہ سنتے۔ ابھی تک الماریاں آڈیو کیسٹس سے بھری پڑی ہیں۔

بھائی جان نیک سیرت اور نیک صورت انسان تھے۔ زندہ دل اور نرم مزاج تھے۔ ہمیشہ مسکراتے چہرے سے ہر ایک سے ملتے تھے۔ شہادت کے بعد بھی دائمی مسکراہٹ ان کے چہرے پر عیاں تھی۔ ہم چھ بہنوں کے ایک ہی بھائی تھے۔ لیکن گھر میں ان کے ساتھ کوئی امتیازی سلوک نہیں تھا۔ سب بہن بھائی برابر تھے۔ مجھے نہیں یاد کہ کبھی بچپن میں ہمارا کوئی جھگڑا ہوا ہو، طبیعت کے بہت نرم تھے۔ میں نے بہت کم بھائی جان کو غصے میں دیکھا ہے۔ ہم چھوٹی بہنوں کو بھی ہمیشہ آپ یا (تُسی) کہہ کر مخاطب کرتے تھے۔ ہماری امی جان کو تقریباً پچاس سال کی عمر میں فالج کا اٹیک ہوا۔ بھائی جان اس وقت جامعہ احمدیہ کی غالباً ابتدائی کلاسوں میں تھے۔ امی جان کی حالت بہت نازک تھی۔ ڈاکٹروں نے تقریباً جواب دے دیا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دن بھائی جان نے گھر میں ہم سب کو بڑی پُر رقت اور دردناک کیفیت میں نماز باجماعت پڑھائی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد امی جان کو گیارہ سال تک زندگی دی اور چھڑی کے سہارے تھوڑا بہت چلنے کے قابل بھی ہو گئی تھیں۔ پھر بھائی جان کی شادی بھی دیکھی۔ امی جان کو پوتے کا بہت شوق تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ہاں پوتا پیدا ہوا۔ امی جان ہسپتال میں داخل تھیں اور ساتھ والے کمرے میں حضور کے ہاں پوتا ہوا۔ حضور امی جان کی عیادت کے لئے کمرے میں آئے تو امی جان کہنے لگی کہ میرا پوتا کہاں ہے۔ نیم بے ہوشی کی حالت میں تھیں اس وقت ابھی بھائی جان کی شادی بھی نہیں ہوئی تھی۔ حضور کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے امی جان کو پوتا بھی دکھا دیا۔ بھائی جان نے بڑی مجاہدانہ زندگی گزاری اور والدین کی خوب خدمت کی۔ امی جان کی بیماری اور ابا جان کے بڑھاپے میں اپنی بہنوں کے سارے فرائض ادا کئے اور شادیاں بھی کیں۔

والدین کی وفات کے بعد بھی اپنے سارے فرائض ادا کئے۔ ہم سب بہنوں کا خوب خیال رکھتے تھے۔ سارے رشتوں کو خوب نبھایا۔ غیر احمدی رشتہ داروں سے بھی حسن سلوک کرتے تھے اور ان کو دعوت الی اللہ کیا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے بھائی جان کو بہت اچھی آواز عطا کی تھی۔ تلاوت قرآن کریم بہت اچھی کیا کرتے تھے۔ بچپن میں ہر مقابلے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اول آتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی موجودگی میں تلاوت قران کریم کرنے کا موقعہ ملا۔ لندن کے جلسہ سالانہ 1986ء اور 2000ء میں بھی تلاوت قرآن کریم کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

پاکستان میں خوشاب، منڈی بہاؤالدین، کھاریاں، راولپنڈی اور لاہور میں بطور مربی سلسلہ خدمات بجالاتے رہے۔ بھائی جان کا حلقہ احباب بہت وسیع تھا۔ شہادت سے کچھ عرصہ ایک غیر از جماعت دوست کو دعوت الی اللہ کرتے ہوئے اس قدر پُر زور دلائل سے جماعت کی صداقت ثابت کی کہ وہ کہنے لگے کہ اب میرے لئے فرار کی کوئی جگہ باقی نہیں اور وہ بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گئے۔

تنزانیہ میں گیارہ سال خدمت کا موقع ملا۔ وہاں بھی مناظرے وغیرہ ہوتے رہے۔ ایک سال بھائی جان کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے نمایاں کارکردگی پر خوشنودی کا اظہار کرتے تبرکاً اپنی پگڑی تحفۃً بھجوائی۔

حضرت مسیح موعود کے خاندان کے افراد اور جماعت کے بزرگوں کا بہت احترام کرتے تھے۔ جن جماعتوں میں بھی کام کیا سب لوگ اچھے طریقے سے یاد کرتے ہیں۔ اچھی یادیں چھوڑ کر گئے ہیں۔ طبیعت میں مزاح بھی تھا۔ آخری دنوں میں اپنے خدا کا شکر بہت ادا کرتے تھے۔ فوراً آنکھیں نمناک ہو جاتیں۔ ہمیشہ اس بات کا اعتراف کرتے تھے کہ مجھے جو کچھ ملا ہے سب والد صاحب کی دعاؤں سے ملا ہے۔

اپنی ازدواجی زندگی بھی بڑے احسن طریق سے گزاری اور اپنے بچوں کی بھی بہت اچھی تربیت کی۔ بھائی جان کے 2 بیٹے ہیں۔ سعود احمد جو چین میں میڈیکل کی تعلیم حاصل کر رہا ہے اور وقف نو میں ہے۔ چھوٹے کا نام نوید احمد ہے جو فرسٹ ایئر میں پڑھتا ہے۔ بھائی جان کو بہت شوق تھا کہ وہ اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلوائیں۔ انہوں نے اپنے ڈاکٹر بننے کی خواہش پوری نہ ہو سکنے پر اپنے بیٹے کو ڈاکٹر بنانے کا فیصلہ کیا اور بڑے شوق اور محنت سے اس کو چین میں داخل کروایا۔ اللہ تعالیٰ ان کے بیٹے کو اپنے والد کی نیک خواہشات کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے والد کے نقش قدم پر چلائے۔ آمین

بھائی جان کی اہلیہ کا بھی ہم سب سے حسن سلوک ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے اور خود ان کے زخموں پر مرہم رکھے اور دین و دنیا کی نعمتوں سے مالا مال کرے۔ خود ان کا کفیل ہو اور عمر اور صحت میں برکت عطا کرے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے بیوی بچوں کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

جب پہلی دفعہ دھمکی کا فون آیا تھا تو بھائی جان نے اپنے اہل و عیال سے کہا کہ میں نے دعا کی ہے اے اللہ اگر تو نے مجھ سے قربانی لینی ہے تو میں حاضر ہوں۔ لیکن میرے بعد میری اولاد کو خلافت سے وابستہ رکھنا اور ان دو مہینوں میں انہوں نے اپنی بیوی بچوں کو شہادت کی خبر اور تسلیم و رضا کے لئے تیار کر دیا تھا۔ جب دھمکیوں کے فون آتے تھے تو ہم بہنیں بھی بہت پریشان تھیں۔ میں اکثر فون کرتی تھی بھائی جان کو تو وہ ہمیں تسلی دیتے تھے اور کہتے تھے کہ دعا کرو پریشان نہیں ہونا۔ میں نے ایک دن بھائی جان سے کہا کہ آپ کچھ دنوں کے لئے ربوہ آ جائیں تو کہنے لگے کہ کیوں باقی احمدی قربانیاں کرتے ہیں تو کیا ہم نہیں کر سکتے۔ بھائی جان کا جذبہ بہت سچا تھا جو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالیا۔

اللہ تعالیٰ بھائی جان کو جنت میں اپنا قرب عطا فرمائے اور اپنے پیاروں کے قدموں میں جگہ دے۔ آمین

میں نے شہادت کے بعد ایک خواب دیکھا ہے کہ خواب میں میں نے کچھ نظارے دیکھے ہیں لیکن صرف ایک نظارہ یاد ہے کہ میں دیکھتی ہوں کہ دور دور تک سبزہ ہی سبزہ ہے اور دوسرے سبز سایہ دار درخت ہیں۔ ان کے درمیان ایک اونچی سی کرسی یا کوئی سیٹ ہے۔ جس پر میرے شہید بھائی سفید لباس میں ملبوس بیٹھے ہیں اور میں خواب میں کہتی ہوں کہ بھائی جان کتنی اونچی جگہ پر بیٹھے ہیں۔ میں اتنی دور سے ان کو دیکھ رہی ہوں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ میرے بھائی جان اونچے مقام پر ہی ہوں اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور بالا خانوں میں جگہ عطا فرمائے آمین۔ ہم چار بہنیں باقی رہ گئی ہیں۔ احباب جماعت کی خدمت میں درخواست دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا بھی انجام بخیر کرے۔

آخر پر ہم سب احباب جماعت اور خاص طور پر حضرت مسیح موعود کے خاندان کے افراد کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جنہوں نے آ کر بھابھی جان سے اور ہم سے تعزیت کی اور ہمارے زخمی دلوں کو ڈھارس دی۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے۔ آمین

تبصرہ کتاب

نوائے محمود

محترم لیفٹیننٹ جنرل (ر) ڈاکٹر محمود الحسن صاحب کے مجموعہ کلام ''نوائے محمود'' پر مغربی بنگال کے ممتاز ادیب وشاعر مکرم ڈاکٹر عبدالغفار انصاری صاحب المعروف معصوم شرقی نے ایک جامع تبصرہ لکھا ہے جو ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے۔

نام کتاب: نوائے محمود (شعری مجموعہ)
شاعر: لیفٹیننٹ جنرل (ر) ڈاکٹر محمود الحسن
ناشر: ایس ٹی پرنٹرز راولپنڈی، پاکستان
صفحات: 224
قیمت: -/200 روپے

لیفٹیننٹ جنرل (ر) ڈاکٹر محمود الحسن صاحب (ایف آر سی ایس) میدان طب کے ساتھ میدان ادب کے بھی شہسوار ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ انہوں نے اپنی سائنسی فکر اور سائنسی طریقہ استدلال کو ادب کے شعبے میں بڑے سلیقے سے استعمال کیا ہے۔ وہ علاج جسم وجاں کے لئے نشتر یعنی سرجری سے کام لیتے رہے اور علاج روح کے لئے شعری مجموعے ''آتش نو بہار''، ''سرود جاوداں''، ''درد و درماں''، ''شہد سم''، ''نوائے دروں'' اور ''نوائے محمود'' سپرد قلم کئے۔ بقول محمود الحسن۔

کچھ تو علاج روح بھی ہو جسم و جاں کے ساتھ
نشتر کے ساتھ ساتھ ہی فکر سخن چلے

محمود صاحب حکومت پاکستان کے فوجی محکمے میں ایک کامیاب سرجن رہ چکے ہیں اور سرجری کے شعبے میں کئی اعلیٰ اسناد کے مالک ہیں۔ وہ حکومت پاکستان کی جانب سے ''ہلال پاکستان'' (ملٹری)، ''ستارۂ بسالت'' (ملٹری)، ''ستارۂ امتیاز'' (ملٹری) اور ''تمغۂ امتیاز'' (ملٹری) جیسے اہم اعزازات سے نوازے جاچکے ہیں۔ اس کے علاوہ ڈائریکٹر جنرل سرجری عساکر پاکستان اور آنریری سرجن برائے صدر پاکستان بھی رہ چکے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے سپاہیانہ زندگی گزاری ہے لیکن گیسوئے اردو کی مشاطگی میں زبان وادب سے خود کو ہمیشہ بہت قریب رکھا۔ شاعری ان کی گھٹی میں شامل ہے۔ غزل ان کا محبوب صنف سخن ہے۔ انہوں نے مختلف اصناف سخن میں طبع آزمائی کی ہے مگر غزل سے انہیں قلبی لگاؤ ہے اور اسی صنف سخن میں ان کے شاعرانہ جوہر خاص طور پر کھلے ہیں۔ محمود صاحب کو اردو غزل کی قدیم روایت کی بنیادی اور امتیازی خصوصیات سے گہری واقفیت ہے۔ وہ غزل کے بنیادی فنی لوازمات کے رمز شناس اور زبان و بیان کے نکتہ سنج ہیں۔

اک نظر بھر کر مجھے دیکھا تھا اس نے بزم میں
بات اتنی سی تھی اور کیا کیا فسانے ہو گئے

تغزل غزل کی روح ہے۔ غزل کا آہنگ تغزل کے حسن سے عبارت ہوتا ہے۔ خوشی کی بات ہے کہ محمود الحسن کی غزلوں میں تغزل کی روح پورے طور پر جلوہ گر ہے۔ ان کی شاعری میں تغزل کا حسن جادو جگاتا ہے اور نہ جانے کتنے خوابیدہ جذبات کسمسانے لگتے ہیں۔ چند اشعار ملاحظ کریں۔

ان کے جاتے ہی یہ کیا حال ہے میرے گھر کا
اب نہ وہ در کی ہی صورت ہے نہ دیوار کا رنگ

....

گلوں میں رنگ، نہ خوشبو، نہ کوئی رعنائی
کوئی بتائے چمن کس کے انتظار میں ہے

....

عجیب بات ہے اب تیری آرزو بھی ہمیں
کبھی تو ہوتی ہے لیکن کبھی نہیں ہوتی

....

ترا تو ایک زمانہ سے ملنا جلنا ہے
بس ایک ہم سے نہ ملنے کے سو بہانے تھے

....

جب وہ نہ تھے تو آنکھ میں ہر دم نمی سی تھی
جیسے ہر ایک چیز میں کوئی کمی سی تھی

....

روپ دیکھے نہیں آنکھوں نے سہانے کب سے
ہم تو ہیں منتظر دید، نہ جانے کب سے

محمود الحسن کے یہاں سہل ممتنع کی خوبی بھی بدرجۂ اتم موجود ہے۔ مصرعوں کا درد بست ایک بہاؤ کی کیفیت رکھتا ہے۔ غزلوں میں سلاست اور روانی ہے۔ اشعار پڑھتے چلے جائیں کہیں بھی اٹکاؤ کی صورت پیدا نہیں ہوتی ہے۔ اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

دل میں اک درد اٹھا ہے اے دوست
یہ محبت کا صلہ ہے اے دوست

....

ہو گئیں منزلیں آسان کہ جب
ان کے نقش کف پا تک پہنچے

....

لب پر کوئی شکوہ، نہ شکایت نہ گلہ ہے
اظہارِ تمنا کا یہ انداز نیا ہے

....

یا اس بہار حسن کا ہرگز نہ کر گلہ
یا پھر علاج تنگیٔ داماں تلاش کر

عشق ایک شیریں دیوانگی ہے اور عشق کے بیان کے بغیر غزلیہ شاعری ہمیشہ ادھوری رہے گی۔ محمود الحسن کے یہاں حسن کی نزاکت بھی ہے اور عشق کی جنوں خیز مہک بھی۔ ہجر کے جاں گسل تجربات اور وصل کی سرشاری دونوں ان کے شعری منظرنامے کا خوبصورت حصہ ہیں۔ مثلاً یہ اشعار۔

یہ عجیب ساعت قرب ہے نہ فراق ہے نہ وصال ہے
میں یہ کس مقام پہ آ گیا، نہ خوشی نہ کوئی ملال ہے
میں کہوں تو عشق کو کیا کہوں، میں جو نام عشق کو دوں تو کیا
وہ مری نظر کا فریب ہے، یہ تری نظر کا کمال ہے

....

روز اول سے محبت کی حکومت ہے یہاں
دل کی دنیا میں سکندر ہے نہ دارا تھا کوئی

....

راز ہستی سے آشنا ہو جائے
آدمی عشق میں فنا ہو جائے

....

عشق اگر سلسلۂ جنباں ہو جائے
ذرۂ خاک بیاباں ہو جائے

....

یہ معجزہ بھی محبت کبھی دکھائے مجھے
کہ درد حد سے فزوں ہو تو چین آئے مجھے

محمود الحسن کی شاعری زمانے سے منہ نہیں چراتی ہے۔ ان کے یہاں طنزیہ پیرائے میں عصری حسیت پورے طور پر جلوہ گر ہے۔ انہوں نے سیاسی اور سماجی کجرویوں کو اپنے کاری طنز کا نشانہ بنایا ہے۔ طنز ان کے یہاں ایک کارگر حربہ کے روپ میں ابھرتا ہے۔ اس کا مقصد اصلاح ہے، تذلیل وتضحیک نہیں۔ چند اشعار دیکھیں۔

سب کرتے ہیں چڑھتے ہوئے سورج کی پرستش
ہم تیرہ نصیبوں پہ نظر کون کرے گا

....

یہ اور بات کہ سب رہزنوں سے ڈرتے ہیں
ہم اہل فکر و نظر، رہبروں سے ڈرتے ہیں

....

رہی ہیں گو بہت ہم پر کرم فرمائیاں تیری
مگر سمجھا نہیں تجھ کو خدا، اے ناخدا ہم نے

....

کون ملتا ہے کسی سے جب کوئی مطلب نہ ہو
ہو جہاں مطلب وہاں تو سر کے بل جاتے ہیں لوگ

....

یوں بے نیاز بیم و رجا ہو گئے ہیں لوگ
جیسے نعوذ باللہ، خدا ہو گئے ہیں لوگ

محمود الحسن روایت کے پابند بھی ہیں۔ ان کے یہاں روایت سے انحراف کا رجحان بھی پایا جاتا ہے لیکن نئے موضوعات کی بھی کمی نہیں ہے۔ قدیم اور فرسودہ موضوعات کو نئے اور اچھوتے ڈھنگ سے باندھنے کا سلیقہ انہیں خوب آتا ہے۔ انہوں نے غزل کے صحت مند عناصر کو مجروح ہونے نہیں دیا ہے اور اپنے اشعار کے توسط سے مختلف موضوعات سے قارئین کو روشناس کرایا ہے۔ ان کے یہاں اظہار کی ترسیل کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ وہ اپنی بات من وعن پیش کرنے کی صلاحیت اور قدرت رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی فنکارانہ کاوشیں ہمیں فکری سطح پر متوجہ کرتی ہیں۔ چند اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

غمِ دوراں سے رہائی کا طریقہ یہ ہے
باندھ دے کوئی مجھے آپ کی زنجیر کے ساتھ

....

یہ ان کی چشم فسوں ساز کا کرشمہ ہے
پیام آتے ہیں اور نامہ بر نہیں آتا

....

وہ کم ہیں جو پہنچتے ہیں سرِ دار
مگر یاروں کے افسانے بہت ہیں

....

کر سکتے تھے آپ اپنی مسیحائی کا چرچا؟
ہم لوگ اگر آپ کے بیمار نہ ہوتے

....

بس ایک لمحہ ازل کا چاہتا ہوں
فرشتوں کا وہ سجدہ چاہتا ہوں

کتاب خوبصورت چھپی ہے۔ امید ہے کہ محمود الحسن صاحب کی دیگر تصانیف کی طرح یہ کتاب بھی اردو ادب کے ہر حلقے میں پسند کی جائے گی۔ (مبصر: ڈاکٹر معصوم شرقی)

(مرسلہ: مکرم خواجہ منظور صادق صاحب راولپنڈی)

ولی اللہ بن گئے

مکرم خان بہادر سعداللہ خان صاحب 1911ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے دست مبارک پر داخل احمدیت ہوئے۔ وہ تبدیلی اختیار کی کہ آپ ولی اللہ بن گئے۔ ایک دفعہ مالاکنڈ کے قدیمی دوست قاضی محمد احمد جان صاحب جو احمدیت کے مخالف تھے اور قابل عبرت سزا پاچکے تھے چند اور افسر ساتھ لے کر خان بہادر موصوف کے پاس بطور جرگہ آئے۔ اور کہا کہ خان صاحب ہم کو یہ سن کر کہ آپ احمدی ہوئے ہیں سخت صدمہ اور افسوس ہوا ہے۔ کیا اچھا ہوگا اگر آپ پھر توبہ کرلیں۔ خان بہادر صاحب نے جواب دیا کہ جب میں آپ کی طرح تھا تو آپ کو معلوم ہے کہ آپ صاحبان کی مہربانی سے نہ نماز پڑھتا نہ تہجد نہ قرآن کریم سے کوئی واقفیت یا تعلق تھا سارا دن تاش اور شطرنج میں گزرتا اور لڑکے آکر ناچتے۔ خدا بھلا کرے ہمارے مولوی مظفر احمد صاحب کا، جن کے نیک نصائح اور پاک صحبت نے اس گندی زندگی سے بیزار کراکر پابند نماز وتہجد کیا۔ اور درس قرآن کا شوق دلایا۔ اگر دین یہ نہیں جو احمدیت کے ذریعے حاصل ہوا اور وہ تھا جو میں آپ لوگوں کی رفاقت میں اختیار کرچکا تھا۔ تو مجھے یہ زیادہ پسندیدہ ہے۔ اس پر وہ لوگ شرمندہ ہوئے اور اٹھ کر چلے گئے۔

(تاریخ احمدیت جلد 17 ص 406)

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تقریب آمین

مکرم سیف الرحمٰن سیفی صاحب کارکن فضل عمر ہسپتال ربوہ لکھتے ہیں۔

مورخہ 21 جنوری 2011ء کو میرے بیٹے نوید الرحمٰن نے قرآن کریم کا پہلا دور پانچ سال نو ماہ کی عمر میں مکمل کر لیا ہے۔ قرآن کریم پڑھانے کی سعادت بچے کی والدہ کے حصہ میں آئی۔ بچہ وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچے کو قرآن کریم کی تلاوت کرنے اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

تقریب شادی

مکرمہ رشیدہ کلیم اللہ خان صاحبہ دارالعلوم غربی صادق ربوہ تحریر کرتی ہیں۔

میرے بیٹے مکرم مبارک احمد طاہر صاحب ابن مکرم کلیم اللہ خان صاحب مرحوم کی تقریب شادی مورخہ 16 جنوری 2011ء کو منعقد ہوئی۔ اس کے نکاح کا اعلان مورخہ 15 جنوری 2011ء کو بیت المبارک ربوہ میں بعد نماز ظہر محترم مولانا حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد مقامی نے مکرمہ شمائلہ مقصود صاحبہ بنت مکرم مقصود احمد مبارک صاحب فیکٹری ایریا ربوہ کے ساتھ مبلغ 10 ہزار کینیڈین ڈالر حق مہر پر کیا۔ مورخہ 16 جنوری کو تقریب رخصتی ہوئی اور اگلے روز رفیع بینکوئیٹ ہال میں دعوت ولیمہ کا انتظام کیا گیا۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جانبین کیلئے اس رشتہ کو بابرکت بنائے۔ آمین

ولادت

مکرم ناصر احمد طاہر صاحب منتظم خدمت خلق مجلس خدام الاحمدیہ نصیر آباد رحمٰن ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے خاکسار کے بڑے بھائی مکرم مبشر احمد صاحب ولد مکرم حافظ محمد اشرف شاکر صاحب کو مورخہ 17 دسمبر 2010ء تیسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت نومولود کا نام مدبر احمد عطا فرمایا ہے۔ احباب سے نومولود کی صحت و سلامتی، درازی عمر، نیک، خادم دین اور والدین کیلئے قرۃ العین ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ

ایک حدیث قدسی میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں۔ اے بنی آدم تو دل کھول کر خرچ کر۔ اللہ تعالیٰ تجھ پر خرچ کرے گا۔ احباب و خواتین سے گزارش ہے کہ وہ اپنے عطایاجات فضل عمر ہسپتال (صدر انجمن احمدیہ) کی مد امداد نادار مریضاں/ ڈویلپمنٹ میں بھجوا کر عنداللہ ماجور ہوں۔ (ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

سانحہ ارتحال

مکرمہ خالدہ ظفر صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری ظفر اللہ خان طاہر صاحب استاد جامعہ احمدیہ سینئر سیکشن ربوہ لکھتی ہیں۔

میری پیاری بہن مکرمہ انیسہ وسیم صاحبہ اہلیہ مکرم وسیم احمد صاحب طاہر شالی چھاؤنی لاہور بقضائے الٰہی مورخہ 19 نومبر 2010ء کو بعمر 52 سال لاہور میں وفات پاگئیں۔ مرحومہ کی نماز جنازہ اگلے روز مکرم سعید احمد صاحب نے نماز سنٹر شالی چھاؤنی لاہور میں پڑھائی۔ مرحومہ موصیہ تھیں اس لئے اس کے بعد ان کی میت ربوہ لائی گئی اور بیت مبارک میں بعد نماز ظہر ان کی نماز جنازہ مکرم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد مقامی نے پڑھائی۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد مکرم ملک جمیل الرحمٰن صاحب رفیق پرنسپل جامعہ احمدیہ سینئر سیکشن نے دعا کروائی۔ مرحومہ مکرم پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب ابن حضرت مولانا ذوالفقار علی خان صاحب رفیق حضرت اقدس مسیح موعود کی نواسی اور مکرم عبداللطیف صاحب کپورتھلوی ابن ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب ابن حضرت منشی عبدالرحمٰن صاحب کپورتھلوی رفیق حضرت مسیح موعود کی بہو اور سلسلہ کے بزرگ مکرم صوفی بشارت الرحمٰن صاحب کی بھتیجی تھیں۔ مرحومہ پابند صوم و صلوٰۃ اور خلافت کا بے حد ادب و احترام کرنے والی تھیں۔ ہمیشہ جماعتی پروگراموں میں شریک ہوتیں۔ جہاں بھی رہیں جماعتی خدمات جاری رکھیں۔ آپ کو لاہور میں اپنے حلقہ میں لمبا عرصہ تک بطور سیکرٹری ناصرات اور سیکرٹری تعلیم خدمات کی توفیق ملی۔ اس وقت بھی اپنے حلقہ میں سیکرٹری تعلیم کے طور پر خدمات سرانجام دے رہی تھیں۔ قرآن کریم، حدیث اور کتب مسیح موعود سے عشق تھا۔ باقاعدگی سے ان کا مطالعہ کرتیں اور اکثر میرے میاں سے مشکل مقامات کے بارہ میں دریافت کرتی رہتیں۔ واقفین زندگی کی بہت عزت کرتی تھیں اور جس حد تک ہو سکتا خیال رکھتیں۔ طبیعت میں سادگی تھی۔ ہمیشہ ہر ایک کا خیال رکھا۔ اپنے سسر اور ساس کی بہت خدمت کی۔ آپ بہت صابرہ و شاکرہ تھیں، دو بیٹے فوت ہوئے تو بہت صبر سے اس صدمہ کو برداشت کیا اور کبھی کوئی حرف شکایت زبان پر نہ لائیں۔ مرحومہ کے پسماندگان میں ان کے میاں کے علاوہ دو بیٹیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات کو بلند کرے اور ان کے پسماندگان کا والی وارث ہو۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم نذیر احمد سانول صاحب معلم وقف جدید چک نمبر 98 شمالی ضلع سرگودھا لکھتے ہیں۔

جماعت احمدیہ ملتان شہر کی ایک بزرگ خاتون محترمہ زبیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم مہر غلام محمد صاحب آرائیں ساکن 5 کسی ضلع خانیوال حال حسن آباد ملتان شہر مورخہ 19 جنوری 2011ء کو انتقال کر گئیں۔ مرحومہ ایک عرصہ سے بیمار تھیں۔ بیماری کو جرأت مندی سے برداشت کیا کبھی کوئی شکوہ زبان پر جاری نہ کیا۔ مرحومہ بہت خوبیوں کی مالکہ تھیں۔ ایک مبشر خواب کی بناء پر 2000ء میں احمدیت کے نور سے منور ہوئیں اور اخلاص و وفا میں اتنی ترقی کی کہ وصیت کے بابرکت نظام میں شامل ہو گئیں اور اپنی زندگی میں وصیت کے تمام واجبات ادا کر دیئے اور اپنے غیر از جماعت ورثاء کو تاکیدی وصیت کی کہ میری وفات پر میری نعش کو مرکز احمدیت پہنچانے میں تعاون کرنا جس کی انہوں نے پاسداری کی۔ مرحومہ صوم و صلوٰۃ کی پابند تھیں اور تلاوت کلام پاک باقاعدہ کیا کرتی تھیں۔ بچوں سے بے حد پیار کرتیں۔ برادری میں بھی آپ کی بہت عزت تھی، دنگا فساد پسند نہ کرتیں بلکہ ناراض افراد میں صلح کیلئے کوشش کیا کرتی تھیں آپ میں سخاوت بھی پائی جاتی ضرورت مندوں کی حاجت براری کرتیں کسی کو خالی ہاتھ نہ جانے دیتیں۔ خلافت سے بہت محبت اور احترام کا تعلق تھا صرف خطبات جمعہ سننے کیلئے گاؤں کی سکونت ترک کر کے ملتان شہر آ گئی تھیں۔ آپ کی عمر بوقت وفات 75 سال تھی اولاد میں ایک بیٹا چار بیٹیاں ہیں دو بیٹیاں احمدی ہیں دونوں جماعت کے مخلص کارکنان سے بیاہی ہوئی ہیں۔ مکرمہ حنیفاں بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم ملک غلام نبی صاحب صدر جماعت احمدیہ حلقہ حسن آباد ملتان شہر، مکرمہ تسنیم کوثر صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ حلقہ حسن آباد ملتان اہلیہ مکرم منیر احمد صاحب صابر۔ مرحومہ کا مقامی طور پر نماز جنازہ مربی صاحب حلقہ نے پڑھائی موصیہ ہونے کی وجہ سے جنازہ ربوہ لایا گیا۔ نماز جنازہ مکرم ضمیر احمد ندیم صاحب مربی سلسلہ نے پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد دعا بھی موصوف نے کرائی۔ احباب سے درخواست دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام، لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق اور ورثاء کو مرحومہ کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم پروفیسر حمید احمد صاحب سرگودھا لکھتے ہیں۔

مکرم چوہدری فضل الٰہی صاحب ریٹائرڈ سکواڈرن لیڈر ابن حضرت چوہدری بابو مولا بخش صاحب رفیق حضرت مسیح موعود بقضائے الٰہی ایک لمبی بیماری کے بعد 16 جنوری 2011ء کو بعمر 82 سال وفات پاگئے۔ مورخہ 17 جنوری کو بیت المبارک ربوہ میں مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ پاکستان نے نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں قبر تیار ہونے پر محترم ضمیر احمد ندیم صاحب مربی سلسلہ نے دعا کروائی۔ مرحوم احمدیت اور خلافت احمدیہ کے فدائی تھے۔ ہر قسم کے حالات میں ہمیشہ ثابت قدم رہے۔ مرحوم صابر اور دعا گو انسان تھے۔ اپنے رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنے والے تھے۔ نماز کے پابند باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کرنے والے، خوش اخلاق، مہمان نواز اور جماعتی پروگراموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے۔ ایک لمبا عرصہ سیکرٹری تعلیم القرآن ضلع سرگودھا رہے۔ بچوں سے محبت اور شفقت سے پیش آتے اور بزرگان سلسلہ سے بڑے عزت و احترام سے پیش آتے۔ اپنی بیماری کو صبر و شکر سے برداشت کیا ساری زندگی فعال اور پاک صاف ایمان داری کے ساتھ زندگی گزاری۔ کبھی کسی کو دکھ نہیں دیا۔ ایک لمبا عرصہ رمضان میں اعتکاف بیٹھنے کی توفیق ملتی رہی۔ خلیفہ وقت کی طرف سے ہر مالی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق ملتی رہی۔ کتب حضرت مسیح موعود ذوق و شوق سے پڑھتے۔ مرحوم نے بیوہ کے علاوہ پانچ بیٹے اور ایک بیٹی، پوتے، پوتیاں اور نواسے یادگار چھوڑے ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور اولاد کو ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

کیپسول ذیابیطس
بلڈ شوگر کو کنٹرول کرنے کیلئے
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ
فون: 047-6211538 فیکس: 047-6212382

اولاد نرینہ کورس قیمت -/200 روپے
نسخہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع
بھٹی ہومیو پیتھک کلینک رحمت بازار ربوہ
رابطہ 0333-6568240

خبریں

امریکی شہری کی فائرنگ 3 افراد جاں بحق

لاہور کے پُر ہجوم علاقے مزنگ چونگی میں ایک غیر ملکی شخص نے موٹر سائیکل پر سوار دو افراد پر فائرنگ کر دی اور وہاں سے فرار ہونے کی کوشش میں کئی افراد کو ٹکر ماری جس سے ایک اور موٹر سائیکل سوار شدید زخمی ہو گیا۔ زخمیوں کو سروسز ہسپتال منتقل کیا گیا جہاں تینوں زخمی دم توڑ گئے۔ فائرنگ کے بعد ملزم نے فرار ہونے کی کوشش کی تاہم کچھ دور جا کر ٹریفک میں پھنس گیا جہاں سے پولیس نے لوگوں کی مدد سے اسے حراست میں لے لیا۔ واقعہ کا ملزم ایمنڈ ڈیوس نامی امریکی قونصلیٹ میں ملازم ہے۔

جج کرپشن سیکنڈل، حکومت کو تمام کنٹریکٹ بھرتیوں پر نظر ثانی کی ہدایت

سپریم کورٹ نے حکومت کو تمام کنٹریکٹ بھرتیوں پر نظر ثانی کی ہدایت کرتے ہوئے ملک بھر میں او ایس ڈی بنائے گئے پولیس آفیسرز کی تفصیلات طلب کر لی ہیں۔ ایف آئی اے نے جج سیکنڈل کیس میں سپریم کورٹ کو بتایا ہے کہ برطرف وزیر حامد سعید کاظمی کے ملزموں احمد فیض اور راؤ شکیل سے روابط ثابت ہو گئے ہیں۔

شکرگڑھ ورکنگ باؤنڈری پر بھارت کی بلا اشتعال گولہ باری

نارووال میں شکرگڑھ ورکنگ باؤنڈری پر بھارت نے بلا اشتعال گولہ باری کی۔ پاکستان رینجرز کی جوابی فائرنگ سے بھارتی فورسز کی توپیں خاموش ہو گئیں۔ فائرنگ کا سلسلہ 8 گھنٹے تک جاری رہا۔ فائرنگ سے کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔

پیٹرولیم مصنوعات 9 روپے لٹر مہنگی ہونے کا امکان

وزات پٹرولیم کے مطابق آئندہ ماہ پٹرول کی قیمت میں 9 روپے 43 پیسے اضافہ کرنا پڑے گا جبکہ ڈیزل کی قیمت 9.20 روپے بڑھانی پڑے گی۔ اضافہ پٹرولیم مصنوعات میں دی جانے والی سبسڈی ختم کرنے کے لئے قیمتوں میں 13 فیصد اضافہ کرنا پڑے گا۔

ربوہ میں طلوع وغروب 29۔جنوری	
طلوع فجر	5:36
طلوع آفتاب	7:02
زوال آفتاب	12:21
غروب آفتاب	5:41

نیلامی سامان

نظامت جائیداد کے سٹور میں مندرجہ ذیل سامان موجود ہے جو بذریعہ نیلامی مورخہ 7 فروری 2011ء بوقت 8:30 بجے فروخت کیا جائے گا۔ خواہشمند افراد استفادہ فرماویں۔ نیلامی کی رقم موقعہ پر نقدی کی صورت میں وصول کی جائے گی۔

سامان

فریج بڑا سائز، گیزر، میز، کرسیاں، ٹیلی فون سیٹ، بیٹری، جستی ٹرنک، متفرق سامان لوہا لکڑی وغیرہ۔ (ناظم جائیداد صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

درستی

مکرم شمشاد احمد ناصر صاحب مربی سلسلہ لاس اینجلس امریکہ اطلاع دیتے ہیں کہ روزنامہ الفضل 26 جنوری 2011ء کو ص 12 پر جماعت احمدیہ ویسٹ کوسٹ کے جلسہ سالانہ کی جو رپورٹ شائع ہوئی ہے وہ ای میل میں خرابی کی وجہ سے نامکمل شائع ہوئی ہے اس کی تفصیلی رپورٹ آئندہ بھجوائی جائے گی۔

نعمانی سیرپ
تیزابیت۔ خرابی ہاضمہ اور معدہ کی جلن کیلئے اکسیر ہے
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ PH:047-6212434

مردوں اور عورتوں کے تمام پوشیدہ امراض کا علاج کیا جاتا ہے۔ شفاء خدا دیتا ہے۔
ناصر ہومیو کلینک اینڈ سٹور
کالج روڈ ربوہ بالمقابل جدید پریس ربوہ
0300-7713148

FD-10